© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الحرمین

حافظ عبدالحمید عامر

ولا تقتلوا اولادکم من املاق!

"خاندانی منصوبہ بندی" احمقانہ سوچ ہے ـــ یہ محکمہ ختم کیجئے!

معاشی بدحالی کی وجہ کثرتِ اولاد نہیں، ربّ کی نافرمانی ہے!

آج سے پندرہ بیس سال قبل ایک ملکی اخبار میں بعض عالمی ماہرینِ خوراک کے حوالے سے یہ خبر پڑھنے کو ملی تھی کہ پوری دنیا میں اس وقت خوراک کے جس قدر ذخائر موجود ہیں، وہ زیادہ سے زیادہ اسّی دن تک چل سکتے ہیں ـــ اس کے ساتھ ہی ساتھ دنیا بھر میں بڑھتی ہوئی انسانی آبادی پر تشویش کا اظہار بھی کیا گیا تھا۔

ایک بے خدا معاشرہ میں پلے ہوئے مادہ پرست ذہن سے اسی سوچ کی توقع بھی ہے ـــ لیکن افسوس تو اس مسلم معاشرہ پر ہے، جو اللہ ربّ العزت کو خالق ورازق ماننے کے باوجود غیروں کی نقالی میں ایسی ہی حماقتوں کا شکار ہو جائے۔ چنانچہ قریب قریب ہی وہ زمانہ ہے، جب ملکِ عزیز میں "خاندانی منصوبہ بندی (FAMILY PLANING) کے الفاظ سننے میں آئے تھے، اور اس کے بعد مسلسل یہ پروپیگنڈہ ہونے لگا کہ:

"بچے دو ہی اچھے!"

"بچے دو تے سکھ ہزار!"

"قوم دی ایہہ مجبوری اے، وقفہ بہت ضروری اے!"

نیز یہ کہ:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"گھر دے بندے ودھا کے توں بے موتے مرجاویں
سوچ سمجھ کے چلیں سجناں مڑ کے نہ پچھتاویں
اک دو بچے ہون جے تیرے گھر جنت بن جاوے
بہتی فوج دا فیدا کی جے سکھ دا ساہ نہ آوے"
(ماہنامہ سکھی گھر اگست ۷۴ء)

پھر وہ وقت بھی آیا، جب یہ افواہیں شنید ہونے لگیں کہ عورتوں کو صرف تین بچے پیدا کرنے پر مجبور کر دیا جائے گا، بصورتِ دیگر عدالتیں انھیں سزا دینے کی مجاز ہوں گی، جو مالی بھی ہو سکتی ہے اور بدنی بھی!

کچھ عرصہ یہ تحریک زور و شور سے چلی، پھر دب گئی ـــــ لیکن آج پھر یہی پروپیگنڈہ "چھوٹا کنبہ، خوشحال گھرانہ" کے نام سے ہونے لگا ہے، حتیٰ کہ ڈاک خانہ کے لفافوں کے ذریعے "چھوٹا خاندان، زندگی آسان" کے الفاظ گھر گھر پہنچائے جا رہے ہیں!

سوال یہ ہے کہ جو لوگ ملک و قوم کی خوشحالی کے لیے مضطرب، یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، وہ خود اس دنیا میں کیوں تشریف لائے تھے؟ انھیں چاہیے تھا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کی خاطر "وقفہ بہت ضروری ہے" پر عمل کرتے ہوئے ملک کی آبادی میں اضافہ کا باعث نہ بنتے! ـــــ اور اگر یہ بات مضحکہ خیز ہے، کہ یہ ان کے اپنے بس کی بات نہ تھی، تو دوسروں کے حق میں وہ خدا بننے کی کوششوں میں کیوں مصروف ہیں؟

ملک میں پہلی دفعہ جب ان بوالعجبیوں کا چرچا ہوا تو علمائے حق نے ان کا نوٹس لیا ـــــ ان کے جواب میں مغرب زدہ دانشوروں نے بھی مقالے لکھے اور اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کیں، جو آج تک خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کے لیے حوالے کا کام دے رہی ہیں ـــــ ہمیں علم و دانش کا دعویٰ قطعاً نہیں، لیکن ایک چھوٹا اور آسان سا سوال ہم ان سے یہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس ذی روح کا اس دنیا میں آنا اللہ رب العزت نے ازل سے مقدر کر رکھا ہے، وہ اسے روکنے والے کون ہوتے ہیں؟ ـــــ مسلمان ہونے کے ناطے قرآنِ مجید کی یہ آیت تو ان کے ذہن میں ہوگی کہ:

"وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الرَّحِیۡمُ‘‘ (یونس : ۱۰۷)

’’اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کا ارادہ کرنا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے!‘‘

نیز فرمایا:

’’وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿ۖ﴾

(الدھر : ۳۰)

یعنی جو تم چاہو، وہ نہیں ہوتا ــــ ہاں ہوتا وہ ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے!

جب کہ خاص زیرِ بحث مسئلہ کے متعلق انتہائی واضح الفاظ میں فرمایا:

’’لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۙ﴿۴۹﴾ اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ‘‘ (الشوریٰ : ۴۹-۵۰)

’’بادشاہت تو اللہ ہی کے لیے ہے، آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے ــــ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرماتا ہے۔ اور جسے چاہے بے اولاد رکھتا ہے ــــ وہ جاننے والا بھی ہے اور قدرت والا بھی!‘‘

ان ارشاداتِ باری تعالیٰ کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کے پرچارک اپنے مذکورہ سلوگنوں پر غور فرمائیں، کیا یہ رب العالمین سے مقابلہ کرنے والی بات نہیں؟ ــــ مثلاً ’’گھر دے جی ودھانے‘‘ پر کیا کوئی شخص از خود قادر ہے؟ اور یہ الفاظ کسی مسلمان کے ہو سکتے ہیں؟ ــــ بلکہ ہمیں تو اس سلسلہ میں ’’منصوبہ بندی‘‘ اور ’’پلاننگ‘‘ کے الفاظ بھی بری طرح کھٹکتے ہیں ــــ سورۃ الشوریٰ کی مذکورہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ یہ پلاننگ اور منصوبہ بندی اللہ رب العزت کے اختیارات میں سے ہے، جس میں بندے دخیل ہونا چاہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہے ہیں ـــــ ورنہ "فیملی پلاننگ" والوں نے الفاظِ قرآنی "وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا" (اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، بے اولاد رکھتا ہے) کا کیا حل تجویز فرمایا ہے؟ ـــــ بات کہنے کا مقصود یہ ہے کہ یہ محکمہ اگر سب کو دو دو بچے عطا فرمانا چاہ رہا ہے، اور زائد بچوں کی صورت میں صرف پابندی ہی نہیں، بلکہ ایسی عورتوں کو بدنی یا مالی سزا دینے کی بات بھی سنائی دیتی رہی جو زائد بچے جنیں گی، تو اس نے ان عورتوں کے بارے میں کیا سوچا ہے جو عمر بھر صرف ایک بچے کے لیے ترستی رہتی ہیں؟ ظاہر ہے، محکمہ کی اس "عطا" اور "لطف و کرم" سے ان بے اولاد عورتوں کو بھی محروم نہ رہنا چاہیے! ـــــ نیز اس محکمہ کو "پیدائش" کے ساتھ ساتھ "موت" کا علاج بھی تجویز کرنا چاہیے، تاکہ اگر بچے دو ہی اچھے ہیں، تو "پلاننگ" کے تحت یہ بچے ہمیشہ دو ہی رہیں، اور ان میں سے کوئی ایک یا دونوں فوت نہ ہو جائیں ـــــ علاوہ ازیں "فیملی پلاننگ" والوں کی پلاننگ میں تضاد بھی نمایاں ہے، وہ کبھی تو کہتے ہیں: "بچے دو ہی اچھے!" اور کبھی تین کی بات کرتے ہیں ـــــ چنانچہ ان کے اشتہاری بورڈوں پر کبھی تین بچوں کی تصویریں ہوتی ہیں، جن میں سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوتی ہے ـــــ پلاننگ والوں نے یہ سوچا ہی نہیں کہ یوں تو لڑکیاں کم پڑ جائیں گی اور ازدواجی توازن بگڑ کر رہ جائے گا ـــــ لگے ہاتھوں "دو بچے تے سُکھ ہزار" پر بھی غور فرماتے جائیں، کیا انسانی زندگی میں صرف رزق کی خوشحالی ہی تنہا مسئلہ ہے؟ یا اس زندگی کے اور بھی ان گنت مسائل ہیں؟ ـــــ مثلاً اگر یہ دونوں بچے معذور ہوں، نکمے یا دائم المریض ہوں تو "سُکھ ہزار" کہاں سے نصیب ہوں گے؟ ـــــ اس کے ساتھ ہی ساتھ محکمہ کو یہ گارنٹی بھی دینا ہوگی کہ دونوں بچے اگر تندرست اور کماؤ بھی ہوں، تو والدین بہرحال آسودہ حال ہی رہیں گے اور رزق کی تنگی کا کبھی شکار نہ ہوں گے ـــــ ان احمقوں نے یہ سوچا ہی نہیں کہ ربوبیتِ تامہ صرف اللہ رب العزت کو لائق ہے ـــــ چنانچہ زندگی اور موت، اولاد کا ہونا نہ ہونا، اولاد کا کم یا زیادہ ہونا، یا سرے سے کسی کا بے اولاد رہنا، سُکھ اور دُکھ، تندرستی اور بیماری، نیز معاشی خوشحالی و بدحالی اور رزق و وسائلِ رزق سب اس رب العالمین کی ربوبیت کا حصہ اور صرف اسی کے اختیار میں ہیں جو جملہ کائنات کا خالق ہے ـــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"بیشک تمہارا رب جس کے لیے چاہتا ہے، روزی فراخ کر دیتا ہے۔ اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے ـــــ وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا ہے اور انھیں دیکھ رہا ہے!"

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ کثیر العیال ہونے کے ساتھ ساتھ کارخانوں، ملوں اور کوٹھیوں، کاروں کے مالک ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ اولاد کی کمی یا اولاد سرے سے موجود نہ ہونے اور عمر بھر جان توڑ محنتوں مشقتوں کے باوجود نانِ جویں تک کے محتاج رہتے ہیں ـــــ کیوں نہ ہو، رزق کے خزانوں کی چابیاں صرف اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں ـــــ انسان ہاتھ پاؤں ہلانے کا مکلّف ضرور ہے، لیکن رزق کی ذمہ داری صرف اللہ ربّ العزّت نے لے رکھی ہے:

"وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ" (ھود: ۶)

"اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں، مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمّے ہے۔ وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے۔ اور جہاں سونپا جاتا ہے، اسے بھی جانتا ہے ـــــ یہ سب کچھ کتابِ مبین میں (لکھا ہوا) ہے"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ فِي بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمٰتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَأَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحُ ـــــ الحدیث!"

(متفق علیہ)

"تم میں سے ہر ایک کی پیدائش کا حال یہ ہے کہ اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی صورت میں رکھا جاتا ہے، پھر اسی قدر مدت جمے ہوئے خون کی صورت میں، پھر اسی قدر مدت گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں۔ تب اللہ ربّ العزّت اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو چار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باتیں لکھتا ہے، یعنی اس کا عمل، اس کی موت کا وقت، اس کا رزق اور یہ کہ وہ نیک بخت ہوگا یا بدبخت؟ — تب اس میں روح پھونکی جاتی ہے!"

فیملی پلاننگ والوں کو کم از کم اس قدر علم تو ہوگا کہ تقدیر پر ایمان لانا ایمانیات کا حصّہ ہے، چنانچہ جب کسی انسان کے جسم میں روح پھونکے جانے سے قبل ہی اس کی روزی لکھ دی جاتی ہے، تو وہ اس غم میں کیوں دبلے ہو رہے ہیں کہ آبادی بڑھنے سے لوگ بھوکوں مرنے لگیں گے؟ — جب کہ بالخصوص زیرِ بحث مسئلہ کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ — الآیۃ!" (الانعام: ۱۵۲)

"اور بھوک کے اندیشے سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور (تمہاری) ان (اولادوں) کو بھی۔ نیز بے حیائی کے کام خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ، ان کے قریب نہ پھٹکنا!"

الغرض خاندانی منصوبہ بندی والے اس کا پرچار کر کے اور برتھ کنٹرول کے طریقے آزما کر بہت سی حماقتوں کے ارتکاب کے علاوہ لوگوں کو اولاد کے قتل کی ترغیب بھی دے رہے ہیں اور اس فعلِ قبیح میں ان کے ممد و معاون بھی ہیں — وہ ربّ تعالےٰ کا مقابلہ کرنے کی جسارت بھی کر رہے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں کھلی اور چھپی بے حیائی بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے[۱]!

علاوہ ازیں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشاد کی بھی کھلی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں:

"تزوّجوا الودود الولود فانّی مکاثر بکم الامم" (مشکوٰۃ، کتاب النکاح)

"خوب محبت کرنے والی اور بہت بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو،

---

[۱] خاندانی منصوبہ بندی کے موضوع پر ایک مبسوط مقالہ ایک خاتون کے قلم سے آئندہ شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے، جس میں اس کے جملہ پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا (ان شاء اللہ!)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس لیے کہ تمہاری کثرت سے میں دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔"

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے، آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

"تزوّجوا الولود وتناسلوا فانی مباہ بکم الامم یوم القیامۃ"

(ج ۳ ص ۳۸۶)

"بہت جننے والی عورت سے شادی کرو اور نسل بڑھاؤ کہ میں قیامت کے دن تمہاری وجہ سے فخر کروں گا!"

غرض یہ کہ خاندانی منصوبہ بندی ایک عبث، بیہودہ فعل اور احمقانہ سوچ ہے، لہٰذا حکومت کو توبہ وانابت کی راہ اختیار کرتے ہوئے اس محکمہ کو فی الفور ختم کر دینا چاہیے اور روزی و رزق کے معاملہ میں رب تعالیٰ کی ذات پر متوکل رہنا چاہیے — آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"لو انکم تتوکّلون علی اللہ حق توکّلہ لرزقکم کما یرزق الطّیر، تغدوا خماصا وتروح بطانا" (ترمذی، ابن ماجہ)

"اگر تم اللہ تعالیٰ پر کماحقہ، توکل کرو، تو وہ تمہیں بھی ایسے ہی رزق عطا فرمائے، جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے — وہ صبح کو آشیانوں سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں"

نیز اللہ تعالیٰ نے ہر چیز اندازے سے پیدا فرمائی ہے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّا كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ" (القمر: ۴۹)

چنانچہ رب العزت روزی کا انتظام کرکے ہی آئندہ نسلوں کو پیدا کرتے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ اس علیم و قدیر کے بجٹ میں گنجائش نہ ہو، اور وہ لوگوں کو پیدا کرتا ہی چلا جائے، اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ رب، رب نہیں! — اس کے باوجود اگر انتہائی ڈھٹائی سے معاشی تنگی کا رونا رو کر کم بچے پیدا کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، تو رب کا انکار کرکے ہی ایسا کیا جا رہا ہے۔

قرآن مجید نے معاشی بدحالی کی وجہ جو تبلائی ہے، وہ کثرتِ اولاد نہیں بلکہ رب کی نافرمانی ہے:

"وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِیۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا — الاٰیۃ!"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(طٰہٰ : ۱۲۴)

"اور جو کوئی ہمارے ذکر سے منہ موڑے گا تو ہم اس کے لیے معیشت کو تنگ کر دیں گے!"

اس کے برعکس خوشحالی و شادکامی کا راز تو ایمان و تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہونے میں مضمر ہے:

"وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ـــ الآیۃ!" (الاعراف: ۹۶)

"اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ (کی راہ) اختیار کرتے تو ہم زمین اور آسمان سے ان پر برکتوں کے دروازے کھول دیتے!"

ـــ لعلّ فیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ ـــ وما علینا الا البلاغ!

خاندانی منصوبہ بندی والوں کی خدمت میں!

نیا ورلڈ ریکارڈ، خاتون نے بیک وقت ۱۵ بچوں کو جنم دیا

ڈنمارک (انٹرنیشنل ڈیسک) ڈنمارک کے ایک ہسپتال میں گزشتہ اپریل کی پہلی تاریخ کو ایک عورت نے بیک وقت ۱۵ بچوں کو جنم دیا، جن میں ۱۱ لڑکے ۴ لڑکیاں ہیں۔ اسی ہسپتال میں کرسٹینا نوربرگ نامی ایک عورت نے ۱۲ بچوں کو جنم دیا تھا، تاہم کرسٹن نامی اس خاتون نے ۱۵ بچوں کو جنم دے کر گزشتہ ریکارڈ توڑ دیا ہے ۔۔۔۔ اس سے قبل برازیل میں ۱۹۷۶ء میں ایک عورت نے ۱۰ بچوں کو جنم دیا تھا۔ اسی طرح سپین میں ۱۹۲۴ء اور چین میں ۱۹۳۶ء میں دو عورتوں نے ۱۰-۱۰ بچوں کو جنم دیا تھا۔

(روزنامہ "پاکستان" لاہور، ۲۷ اگست ۱۹۹۳ء)

© rasailojaraid.com